OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com

علم حدیث کا تعارف اور اہمیت اور معروف محدثین کا تذکرہ

Introduction and Importance of the Science of Hadith and Mention of Renowned Muhaddithin

Ms. Alina Shakeel
Lecturer of Islamic Studies, SBK Womens University Quetta. PHD scholor of Islamic studies Alhamd Islamic University Quetta Balochistan.
Email: Binteshakeel2017@gmail.com

Dr. Farida Kakar
Lecturer of Islamic Studies, SBK Womens University Quetta.
Email: faridakakar5@gmail.com

Mufti Abdul Tahir
Lecturer of Islamic Studies, University of Balochistan Quetta.
Email: Muftitahirdurrani@gmail.com

Received on: 02-01-2025 Accepted on: 03-02-2025

Abstract

The word Hadith in the Arabic language is used for various meanings and contexts. In Arabic, Hadith means conversation, a new matter, or an important and notable event. Anything new, significant, or worthy of mention, a conversation, or a discourse, is referred to as Hadith in Arabic. The plural of Hadith is Ahadith, derived from the singular word Ahdoothah, meaning a particular or prominent thing remembered by people. However, among the Muhaddithin (scholars of Hadith), the plural Ahadith has been commonly used since the beginning. From a linguistic perspective, Ahadith is the plural of Ahdoothah. It signifies any news or matter, whether related to religion or worldly affairs. In the terminological sense, scholars of Hadith, linguists, and experts in principles have provided slightly varying definitions. Hadith can also mean a conversation, an event, or a story. In Islamic terminology, Hadith refers to the sayings, actions, and approvals of the Prophet Muhammad (ﷺ). When the term Ilm al-Hadith (the science of Hadith) is used in technical terms, it refers to all matters and subjects aimed at verifying the sayings, actions, and states of the Prophet Muhammad (ﷺ). The word Hadith is derived from Tahdith, which means "to inform." Hence, any saying, action, or approval attributed to the Prophet (ﷺ) is referred to as Hadith. Before the advent of Islam, Arabs used the term Hadith in the sense of "informing" or "news." For instance, they referred to their famous events as Ahadith. The root of the word Hadith always carries the meaning of conveying information, regardless of how it is transformed. Some scholars also associate the word Hadith with the concept of novelty, making it the opposite of Qadeem (ancient). In this sense, they consider Qadeem as the Book of Allah and Jadeed (new) as the sayings of the Prophet

Muhammad (ﷺ). According to the sayings of the Prophet (ﷺ), only two things hold ultimate significance: Kalam (speech) and Tariqah (path). Thus, the best speech is the speech of Allah, and the best path is the one followed by Muhammad (ﷺ). Most books of Hadith include the phrase Inna Ahsan al-Hadith Kitab Allah ("Indeed, the best Hadith is the Book of Allah"). In contrast, Ibn Majah uniquely uses the term Ahsan al-Kalam ("the best speech"). This distinction suggests that some scholars, out of caution and piety, avoided referring to the divine scripture, which is eternal, as Hadith. However, it is clear that the science of Hadith serves as a critical means to preserve and authenticate the sayings, actions, and approvals of the Prophet Muhammad (ﷺ), which are second only to the Qur'an in importance for Muslims.

Keywords: Hadis, Kitab Allah , Hadis its meaning and its importance, sahi Muslim , mutah imam malik, Mahzrat e Hadis, Shah wali ullah , idress kandhalvi.

عربی زبان میں حدیث کے معنی گفتگو کے بھی ہیں، حدیث کے معنی نئی بات کے بھی ہیں اور حدیث کے معنی کسی اہم اور قابل لفظ حدیث عربی زبان میں بہت سے معانی اور مطالب کے لئے استعمال ہوتا ہے

نئی چیز نئی بات، اہم اور قابل ذکر واقعہ، کوئی گفتگو یا کوئی کلام ان سب کو عربی زبان میں حدیث کہتے ہیں۔ احادیث کا لفظ ''احدوثہ'' کی جمع ہے۔ لیکن محدثین کے ہاں ابتداء ہی سے عام رواج یہ رہا ہے کہ حدیث کی جمع احادیث استعمال کی جارہی ہے۔ لغت کے اعتبار سے احادیث جمع ہے ''احدوثہ'' کی۔ اح دوث ہ۔ یعنی کوئی خاص بات یا کوئی ایسی نمایاں چیز جس کو لوگ یاد رکھیں اور اس کی جمع احادیث ہے۔ لفظ حدیث کے بنیادی معنی ہیں کوئی خبر یا کوئی بیان خواہ وہ مذہب سے متعلق ہو یا دنیاوی معاملات سے۔

حدیث کے اصطلاحی معنی کے سلسلہ میں علماء محدثین، اہل لغت اور اصولیین نے کچھ فرق کے ساتھ مختلف معنی ذکر کئے ہیں۔

حدیث بمعنی گفتگو، بیان، واقعہ اور قصہ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ شرعی اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔ جب لفظ علم حدیث فنی اصطلاح کے طور پر استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد وہ تمام چیزیں یا امور ہوتے ہیں جن کا مقصد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات گرامی، آپ ﷺ کے افعال اور آپ ﷺ کے احوال کی تحقیق کرنا ہے۔ حدیث کا لفظ تحدیث سے اسم ہے۔ تحدیث کے معنی ہیں خبر دینا۔ پھر اس قول، فعل یا تقریر (وہ کام جو آپ ﷺ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہو) کو حدیث کہنے لگے جو نبی اکرم ﷺ کی جانب منسوب ہو۔ ظہور اسلام سے پہلے بھی عرب حدیث کے لفظ کو اخبار (خبر دینا) کے معنی میں استعمال کرتے تھے۔ مثلاً وہ اپنے مشہور ایام کو ''احادیث'' سے تعبیر کرتے تھے۔ لفظ ''حدیث'' کے مادہ کو جیسے بھی تبدیل کرتے چلے جائیں اس میں خبر دینے کا مفہوم ضرور موجود ہوگا۔ بعض علماء کے نزدیک حدیث میں جدت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اس طرح حدیث قدیم کی ضد ہے۔ وہ قدیم سے کتاب اللہ اور جدید سے رسول اللہ ﷺ مراد لیتے ہیں۔ آپ ﷺ کی احادیث کے مطابق صرف دو چیزیں (اہمیت کی حامل) ہیں ایک کلام اور دوسرا طریقہ۔ پس بہترین کلام تو کلام اللہ ہے اور بہترین راستہ وہ ہے جس پر محمد ﷺ گامزن رہے۔ چونکہ اکثر کتب حدیث میں ''ان احسن الحدیث کتاب اللہ'' کے الفاظ ہیں اور ابن ماجہ ''احسن الکلام'' کے الفاظ نقل کرنے میں منفرد ہیں اس لئے کچھ بعید نہیں کہ ورع و

احتیاط کے پیش نظر انہوں نے یہ انداز تعبیر اختیار کیا ہو۔تاہم اس سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بعض علماء کتاب ربانی کو جو کہ قدیم ہے حدیث کہنے سے احتراز کرتے تھے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی رقم طراز ہیں کہ: ''علم حدیث کی تاریخ میں محدثین کے درمیان شروع سے حدیث کی اصطلاحی تعریف کے بارے میں ایک اختلاف چلا آرہا ہے۔اور وہ اختلاف یہ ہے کہ کیا صرف رسول اللہ ﷺ کے اقوال، افعال اور احوال کا نام حدیث ہے یا صحابہ کرام اور تابعین کے اقوال، افعال اور احوال کا نام بھی حدیث ہے۔۱۔

ملا علی قاری نے اپنی کتاب شرح الشرح میں حدیث کی اصطلاحی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

و فی اصطلاحھم قول رسول اللہ ﷺ و فعلہ و تقریرہ و صفتہ حتی فی الحرکات و السکنات فی الیقظۃ والمنام۔۲

اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کا قول، فعل اور صفات حتیٰ کہ آپ ﷺ کے وہ تمام کام جو آپ ﷺ نے بیداری کی حالت میں سرانجام دیئے ہیں یا حالت نوم میں حدیث کہلائیں گے۔قرآن مجید میں یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فجعلنا ھم احادیث و مزقنا ھم کل ممزق۔''ہم نے انہیں بھولے بسرے قصے بنادیا۔۳۔

گویا احادیث کے معنی کسی تاریخی واقعہ اور تاریخی قصے کے بھی آتے ہیں۔حدیث کے معنی کسی تاریخی واقعہ اور تاریخی قصے کے بھی آتے ہیں۔ قرآن مجید میں حدیث کا لفظ لغوی معنی میں مختلف مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ فلیاتوا بحدیث من مثلہ۔۴۔قرآن پاک میں بہت سی آیات ان معنی کے لئے شاہد ہیں بطور مثال چند آیات مبارکہ درج ذیل ہیں۔

۶۔واذ اسرالنبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ ۵۔ ان لم یؤمنوا بھذالحدیث اسفا۔

۸۔و ھل اتک حدیث موسی۔ ۷۔فبای حدیث بعدہ یؤمنون

حدیث و سنت میں فرق: سنت کے لغوی معنی طریقہ کے ہیں۔خواہ وہ اچھا ہو یا برا۔اس کی دلیل رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے۔

من سن سنۃ حسنۃ فلہ اجرھا و اجر من عمل بھا الی یوم القیامۃ ومن سن سنۃ سیءۃ فعلیہ و زرھا و زر من عمل الی یوم القیامۃ۔۹۔

جس نے اچھا طریقہ رائج کیا تو اسے اس کا اجر ملے گا اور ان لوگوں کا اجر جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے، اور جس نے برا طریقہ جاری کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا اور ان لوگوں کا گناہ جو قیامت تک اس پر عمل کرتے رہیں گے۔

سنت سے طریقہ اور راستہ کا مفہوم مراد لینا عربوں کے یہاں کوئی نئی بات نہیں اور جب سنت کے لفظ کو اللہ کی طرف مضاف کرکے ''سنت اللہ'' کہا جاتا ہے تو اہل عرب اس سے بھی سنت کا مفہوم سمجھ لیتے تھے مثلاً ارشاد ربانی ہے۔

سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل۔۱۰۔ یہ اللہ کا طریقہ ہے ان لوگوں کے بارے میں جو گزر چکے۔

جب اہل عرب نے آپ ﷺ کی زبان مبارک سے ''علیکم بسنتی'' کے الفاظ سنے تو انہوں نے فوراً سمجھ لیا کہ اس سے نبی کریم ﷺ کی انفرادی واجتماعی زندگی کے اطوار وآداب مراد ہیں۔

سنت کے اصطلاحی مفہوم میں علمائے اصول لفظ سنت کا اطلاق آپ ﷺ کے اقوال و افعال اور تقریرات پر کرتے ہیں۔ بخلاف ازیں بعض علمائے اصول صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے تعامل پر بھی لفظ سنت بولتے ہیں، خواہ وہ قرآن کریم یا نبی کریم ﷺ سے ثابت ہو یا نہ ہو۔ مثلاً قرآن کریم کی جمع و تدوین کو انہوں نے سنت قرار دیا ہے۔ اس کی دلیل میں وہ آپ ﷺ کی یہ حدیث پیش کرتے ہیں۔

علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی ۔ ۱۱۔ میری اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کا دامن تھامے رہو۔

۲۔ فقہاء کے نزدیک سنت سے الطریقۃ المسلوکۃ فی الدین (وہ دینی طریقہ جس پر چلا جائے) مراد ہے۔ قطع نظر اس کے فرض ہو یا واجب۔

۳۔ علمائے وعظ و ارشاد کی رائے میں سنت کا لفظ بدعت کی ضد ہے۔ چنانچہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کی راہ پر گامزن ہو۔ اس کو وہ سنت عامل قرار دیتے ہیں۔

۴۔ جمہور محدثین کے نزدیک سنت سے نبی اکرم ﷺ کے اقوال و افعال، تقریرات، آپ ﷺ کے اخلاق و عادات، مغازی اور بعثت سے قبل کے حالات مثلاً غار حرا کی خلوت نشینی وغیرہ مراد ہیں۔ علماء محدثین کے نزدیک سنت کا مفہوم حدیث کے مترادف ہی ہے دونوں میں کوئی خاص امتیاز و فرق نہیں پایا جاتا۔

اس بحث سے حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث و سنت دونوں کا موضوع ایک ہے، دونوں کا مرکز و محور یکساں طور پر نبی کریم ﷺ کے اقوال و اعمال ہیں۔ ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کے اقوال آپ ﷺ کے اعمال کی تائید کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے اعمال سے اقوال کو تائید و تقویت حاصل ہوتی ہے۔

علم الحدیث کی اہم اصطلاحات

حدیث کے مترادفات میں الاثر، السنۃ اور الخبر کو لیا گیا ہے۔ محدثین ان کے درمیان کچھ فرق کرتے ہیں اور ان کے نزدیک سنت صرف اس چیز کو کہتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو اور اکثر محدثین کے نزدیک جو صحابہ یا تابعی کی طرف منسوب ہو۔ جمہور علمائے محدثین کے نزدیک سنت اور حدیث مترادف المعنی ہیں۔ لیکن خبر اور اثر کے معنی میں محدثین کی آراء مختلف ہیں اور ان دونوں الفاظ کو حدیث کے مترادف معنی میں استعمال کیا جاتا ہے اور متقارب معنی بھی۔ محدثین کے ہاں مرفوع اور موقوف کو اثر کہا جاتا ہے۔ جب کہ فقہائے خراسان موقوف کو اثر اور مرفوع کو خبر کہتے ہیں۔ حدیث، خبر اور اثر مختلف معنی میں استعمال ہونے کے باوجود محدثین کے نزدیک ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اصل کی اصطلاح موقوف اور مرفوع دونوں کے لئے مؤثر ہوتی ہے۔ گویا محدثین کے مطابق یہ اصطلاح ہر اس امر کے لئے استعمال ہوتی ہے جو قولاً، فعلاً، تقریراً اور وصفاً تو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب ہو تو اس میں صحابی اور تابعی کو بھی شامل کیا گیا ہو۔

۱۔ اثر: کسی چیز کا باقی ماندہ حصہ، نشان، جمع، آثار۔ اصطلاح میں اس سے مراد حدیث کا ہم معنی و مترادف ہے اسی نسبت سے محدث کو اثری کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ صحابہ یا تابعین کی طرف منسوب قول و فعل بھی اثر کی تعریف میں شامل ہے۔

۲۔ سنت: طریقہ، عادت، جمع، سنن۔ اصطلاح میں نبی کریم ﷺ کا عمل، کتاب و سنت سے ثابت حکم، بدعت کا بالمقابل حکم۔

۳۔سند: سہارا، جمع اسناد۔اصطلاحی معنی: ناقلین حدیث و خبر کے ناموں پر مشتمل ہو۔

۴۔ متن: زمین کا سخت ابھرا ہوا حصہ۔اصطلاح میں اس سے مراد سند کے بعد کا کلام ہے۔

۵۔راوی: روایت کرنے والا، نقل کرنے والا، جمع رواۃ۔اصطلاح میں اس سے مراد حدیث کو نقل کرنے والا۔سند حدیث میں آنے والا ہر فرد راوی کہلاتا ہے اور مجموعہ ''سند'' کہلاتا ہے۔

۶۔مروی: روایت کیا ہوا، نقل کردہ، جمع، مرویات۔اصطلاح میں اس سے مراد وہ امر جسے روایت کیا جائے خواہ قول ہو یا فعل جسے سند کے بعد ذکر کیا جاتا ہے۔اسی کو متن کہا جاتا ہے۔

۷۔اسناد: ٹیک لگانا، سہارا دینا۔اصطلاح میں اس سے مراد کسی بات کو اس کے کہنے والے کی طرف منسوب کرنا۔

۸۔مسند: منسوب، سہارا دیا ہوا۔اصطلاح میں اس سے مراد ہر وہ کتاب جس میں ہر صحابی کی احادیث کو یکجا کیا گیا ہو یا وہ حدیث جو مرفوع ہو اور اس کی سند متصل ہو۔اس سے مراد سند کے ساتھ روایت کو نقل کرنے والا بھی ہے۔

۹۔محدث: وہ عالم جسے حدیث کے الفاظ و معانی دونوں کا علم ہو اور روایات اور ان کے راویوں کے بڑے حصے سے واقف ہو، محض الفاظ روایت کا قائل نہ ہو۔

انواع علم الحدیث

علم حدیث کی ابتداً دو قسمیں ہیں۔ا۔علم روایۃ الحدیث ۲۔علم درایۃ الحدیث۔

کسی حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ فلاں کتاب میں فلاں سند سے فلاں الفاظ کے ساتھ مروی ہے، یہ علم روایۃ الحدیث ہے اور اس حدیث کے بارے میں یہ معلوم ہونا کہ وہ خبر واحد ہے یا مشہور، صحیح ہے یا ضعیف، متصل ہے یا منقطع۔اس کے رجال ثقہ ہیں یا غیر ثقہ، نیز اس حدیث سے کیا کیا احکام مستنبط ہوتے ہیں اور کوئی تعارض تو نہیں ہے اگر ہے تو کیسے

رفع کیا جا سکتا ہے۔یہ تمام امور درایۃ الحدیث کہلاتے ہیں۔علم درایت الحدیث کے حصول کے لئے تمام علوم حدیث سے واقفیت کے ساتھ دوسرے بہت سے علوم کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً عربی زبان سے متعلق ضروری علوم،اصول فقہ اور بقدر ضرورت علوم قرآن بھی۔جب کہ علم روایت حدیث کا معاملہ تو یہ ہے کہ اس کے لئے علوم و فنون کی جامعیت حتیٰ کہ حدیث سے متعلق امور سے بھی واقفیت ضروری نہیں ہے۔

علم جرح و تعدیل: یہ وہ علم ہے جو خاص الفاظ کے ذریعے راویوں کی عدالت و ثقاہت یا ان کے عیب و ضعف سے بحث کرتا ہے صحابہ میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ،انس بن مالکؓ تابعین میں شعبی اور امام ابن سیرین کے نام قابل ذکر ہیں۔

علم مختلف الاحادیث: :۳

اس فن کا مقصد یہ ہے کہ دو بظاہر متضاد المعنی احادیث میں جمع و توفیق کی کوشش کی جائے یا ایک کو راجح اور دوسری کو مرجوح قرار دیا جائے۔ اس فن میں وہ علماء دسترس رکھتے ہیں جو حدیث و فقہ کے جامع ہوں یا ماہر اصول ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث کے معانی م یہ وہ علم ہے جو

خاص الفاظ کے ذریعے راویوں کی عدالت وثقاہت یا ان کے عیب وضعف سے بحث کرتا ہے صحابہ میں سے ابن عباس رضی اللہ عنہ، انس بن مالکؓ تابعین میں شعبی اور امام ابن سیرین کے نام قابل ذکر ہیں۔

امام شافعی نے اس فن میں تصنیف کا آغاز کیا مگر تکمیل کی نوبت نہ آئی البتہ انہوں نے اس پر کام کرنے کی راہ کھول دی۔ مثلاً ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "لاعدوی (بیماری متعدی نہیں ہوتی) دوسری حدیث میں فرمایا کوڑھی سے یوں بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو"۔ یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ ان دونوں کے مابین جمع و تطبیق کا طریقہ یہ ہے کہ بیماریاں بذات خود متعدی نہیں ہوتیں۔ البتہ مریض کے تندرست سے ملنے کو اللہ تعالیٰ نے اس کی بیماری کے متعدد ہونے کا ذریعہ بنا دیا ہے۔ بعض اوقات تندرست آدمی بیمار سے ملتا ہے اور بیمار نہیں ہوتا۔ جس طرح دوسرے اسباب میں بھی ایسا ہوتا ہے۔۱۲

اقسام حدیث: بنیادی طور پر حدیث کی دو قسمیں ہیں۔ ا۔ مقبول ۲۔ مردود۔

مقبول: ایسی خبر جس کے دینے والے کا سچ غالب ہو یعنی وہ حدیث جو محدثین کے نزدیک کسی بھی درجہ میں قابل قبول ہو۔

مردود: ایسی خبر جس کے دینے والے کا سچ راجح یا غالب نہ ہو یعنی وہ حدیث جو محدثین کے نزدیک قابل قبول نہ ہوں۔

اب قبولیت اور عدم قبولیت کے مختلف درجات ہیں اور ان درجات کے اعتبار سے ان کی مختلف اقسام ہیں اور یہ اقسام کہیں تعداد روات میں کمی یا زیادتی کی بناء پر ہوں گی اور کہیں یہ اقسام صفات روات کے مختلف ہونے کی بناء پر ہوں گی۔

۵: حدیث کی اقسام بااعتبار مقبول و مردود۔

حدیث مقبول کی تعریف ڈاکٹر طحان ان الفاظ میں کرتے ہیں "هو ماترجح صدق المخبر به"۔۱۳۔

مقبول وہ خبر ہے جس میں مخبر کی طرف سے دی جانے والی خبر کی تصدیق کا رجحان پایا جاتا ہو۔

مردود حدیث کی تعریف ڈاکٹر طحان ان الفاظ میں کرتے ہیں "وهو مالم ترجح صدق المخبر به"۔۱۴۔

مخبر کی طرف سے دی جانے والی خبر کی تصدیق کا رجحان نہ پایا جاتا ہو۔

۲۔ حدیث کی اقسام بااعتبار تعداد وروات۔

متواتر: متواتر کی شرائط میں سے ایک شرط یہ ہے کہ اس کے راوی عدد کی قید سے آزاد ہوں اور اتنے زیادہ ہوں کہ عقل ان سب ایک وقت میں جھوٹ پر متفق ہونے کو محال سمجھے۔ متواتر حدیث کو ایک ایسی جماعت روایت کرتی ہو جس کا جھوٹ پر متفق ہونا عقلاً وعادتاً محال ہو، اور وہ جماعت جس دوسری جماعت سے روایت کرتی ہو وہ بھی اسی طرح کی ہو، اور یہ وصف سند کی آغاز، وسط اور آخر میں موجود رہے۔

مشہور: اس کی تعریف کرتے ہوئے ابن حجر فرماتے ہیں: ما طرق محصورة با كثر من اثنتين۔۱۵۔ جو دو سے زیادہ راویوں سے منقول ہو (یعنی روات کی تعداد معین ہو۔ یعنی جب رواۃ حدیث کی ایک جماعت ثقہ راوی سے رووایت کرنے میں شریک ہو تو ان کی رویت کردہ حدیث کو مشہور کہتے ہیں۔

عزیز: اس حدیث مبارکہ کو کہتے ہیں جس میں ہر زمانے میں دو راوی ہوں اور ان سے آگے بھی دو راوی نقل والے موجود ہوں۔

غریب: جب صرف ایک ہی ثقہ راوی کوئی روایت بیان کرے تو اس کی روایت کردہ حدیث صحیح کو غریب کہتے ہیں اس کی غرابت کبھی حدیث کے متن میں ہوتی ہے اور کبھی سند میں ہوتی ہے۔

۷۔ حدیث مقبول کی اقسام باعتبار صفات ورواۃ۔

صحیح: اس مسند حدیث کو کہتے ہیں جس کو صاحب العدالت اور ضابطہ راوی دوسرے عادل اور ضابطہ راوی سے روایت کرے یہاں تک کہ وہ نبی کریم ﷺ یا صحابی وتابعی تک پہنچ جائے اور وہ معلل اور شاذ بھی نہ ہو۔

حدیث حسن: ڈاکٹر صبحی صالح حدیث حسن کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

هو ما اتصل سنده بنقل عدل خفيف الضبط وسلم من الشذوذ والعلة ۔١٦۔

حدیث حسن وہ ہے جس کی سند متصل ہو اور جس کا راوی صاحب العدالت مگر قلیل الضبط ہو اور اس میں شذوذ وعلت بھی نہ ہو۔

حدیث حسن اور صحیح کے مابین فرق وامتیاز کے لئے یہ بات بھی زیر نظر رکھی جاسکتی ہے کہ حدیث حسن کے راوی میں ضبط کی کمی ہوتی ہے، جبکہ حدیث صحیح کا راوی کامل الضبط ہوتا ہے۔البتہ صحیح اور حسن دونوں میں شذوذ وعلت کا وجود نہیں ہوتا۔

تاریخ وتدوین حدیث: اس کے تین ادوار مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ عہد رسالت ﷺ میں کتابت حدیث۔ ۲۔ عہد صحابہ رضی اللہ عنہ میں کتابت حدیث۔

عہد تابعین میں کتابت حدیث۔ آپ ﷺ کے دور میں تدوین کے دو طریقے رائج تھے۔ ۳۔

۱۔ مسجد نبوی میں حجرۂ مبارک کے قریب ایک چبوترہ تھا۔ چند صحابہ کرام اس پر بیٹھ کر قرآن پاک اور حدیث یاد کرتے تھے۔ ان صحابہ کرام کو اصحاب صفہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان صحابہ کرام کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

۱۷۔)الحمد الله الذى جعل فى امتى من امرت ان اصبر نفسى معهم(

خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری امت میں کچھ ایسے افراد پیدا فرمائے جن کے درمیان رہنے کا مجھے حکم دیا گیا ہے۔

۲۔ دوسرا طریقہ کتابت حدیث کا تھا۔ صحابہ کرام از خود حدیث لکھا کرتے تھے اور بہت سے احکامات خود نبی کریم ﷺ نے لکھوائے بھی تھے۔ جیسا کہ کتاب الصدقہ یہ مجموعہ خود نبی کریم ﷺ نے لکھوایا اور اس پر اپنی مہر نبوت بھی ثبت فرمائی۔ اس میں جانوروں کی زکوۃ کے بارے میں احکامات ودیگر مسائل درج تھے۔ آپ ﷺ نے یہ عمال کی طرف بھیجنے کے لئے تیار کرایا لیکن بھیجنے کی نوبت نہیں آئی اور آپ ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے۔

صحیفہ عمرو بن حزم: ایک اور مجموعہ جو اخود نبی کریم ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے لکھوایا۔ یہ واقعہ سن ۱۰ ھ میں پیش آیا۔ جب نجران فتح ہوا۔ آپ ﷺ نے حضرت عمرو بن حزم کو وہاں کا گورنر متعین کیا۔ یہ صحیفہ بھی آپ ﷺ نے خود لکھوایا۔ اس میں

طہارت، نماز، زکوۃ، عشر، حج، عمرہ، جہاد اور غنیمت کے احکامات لکھوائے۔ اس کے بارے میں ہمیں دار قطنی کی ایک روایت میں ذکر ملتا ہے۔۱۸۔

۲۔ صحابہ کرام کے دور میں کتابت حدیث

صحابہ کرام کا دور کتابت حدیث کا اساسی دور ہے کیونکہ اس دور میں اسلام اطراف عالم میں پھیلتا جا رہا تھا اور وہاں کے نو مسلم افراد کے لئے آپ ﷺ کے فرامین پہنچانا ایک ضروری امر تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں جب حضرت انس کو بحرین کے لئے روانہ کیا تو ان کو کتاب الصدقۃ لکھوا کر دی۔

رضی اللہ عنہ عہد تابعین: تیسری صدی ہجری میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اس بات کو شدت سے محسوس کیا گیا کہ آپ ﷺ کی تعلیمات کو تحریری صورت میں محفوظ کیا جائے۔ عہد صحابہ میں اگرچہ تحریری احادیث کا سلسلہ موجود تھا لیکن یہ صرف ذخیرے کی حد تک محدود تھا۔ اس میں ترتیب و تبویب اور تحقیق و تدوین نہ تھی، چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ابن حزم کو یہ فرمان جاری کیا کہ وہ باقاعدہ طور پر ان کے لئے احادیث لکھیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا یہ فرمان ابن حزم تک محدود نہ رہا بلکہ عالم اسلام میں آپ نے اس اشاعت کروائی اور اس وقت کے دار الخلافہ دمشق میں جو احادیث جمع ہوئیں ان کی نقول عالم اسلام میں پھیلا دیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے اس فرمان کے بعد حدیث نبوی ﷺ کی باقاعدہ ترتیب و تبویب کا آغاز ہو گیا اور علم حدیث کو مختلف پہلوؤں سے جمع و مدون کیا جانے لگا۔ ذیل میں ان کبار تابعین کے نام درج ہیں جنہوں نے مختلف ابواب قائم کئے اور ان ابواب سے متعلق احادیث جمع کیں۔

۱۔ عبدالمالک بن عبدالعزیز بن جریج	مکہ مکرمہ
۱۔ محمد بن عبدالرحمن ۲۔ مالک بن انس ۳۔ محمد بن اسحاق	مدینہ
۳۔ حماد بن سلمۃ ۲۔ ربیع بن صبیح ۱۔ سعید بن ابی عروبہ	بصرہ
معمر بن راشد	یمن
سفیان ثوری	کوفہ
عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی	شام
عبداللہ بن مبارک	خراسان
نعمان بن ثابت ابو حنیفہ	کوفہ

اس دور کی سب سے پہلے بلند پایہ تصنیف امام مالک بن انسؒ کی مؤطا تھی۔ امام نے اپنی اس کتاب میں احادیث مبارکہ کے ساتھ ساتھ فتاویٰ صحابہ کرام بھی نقل کئے۔ مؤطا کے بعد مسانید کا دور آتا ہے۔ سب سے پہلی مسند ابوداؤد طیالسی نے تالیف کی اس کے بعد اسد بن موسیٰ الاموی عبیداللہ بن موسیٰ، مسند البصری، امام احمد بن حنبل پھر اسحق بن راہویہ نے بھی تالیفات مرتب کیں۔ لیکن جو شہرت مسند امام احمد بن

حنبل کو ملی وہ کسی کے حصہ میں نہ آئی۔ دوسری صدی ہجری کے آخر میں ۱۹۴ھ میں امام المحدثین محمد بن اسماعیل البخاری دنیا میں تشریف لائے اور آپ نے اپنی کتاب ''الجامع الصحیح المسند من حدیث رسول اللہ ﷺ وسنتہ وایامہ ''تالیف کی۔ جمہور محدثین کے نزدیک یہ امر مسلم ہو چکا ہے کہ امام بخاری کی ''الجامع الصحیح''صحت کے اعتبار سے تمام کتب حدیث پر مقدم ہے۔ یہاں تک کہ اس کے بارے میں یہ مقولہ زبان زد عام ہو گیا۔ ''اصح الکتاب بعد کتاب اللہ الباری الجامع الصحیح للبخاری''۔اس کے بعد صحاح ستہ کی دیگر کتب احادیث اور ان کی شروحات پے در پے تالیف کی جاتی رہیں۔

حجیت حدیث کے قرآنی دلائل):اسلام میں حدیث کا مقام ومرتبہ (ضرورت واہمیت

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد ﷺ پر ایسی مقدس کتاب نازل فرمائی جس میں آگے اور پیچھے کسی طرف سے بھی باطل کا گزر نہیں ہو سکتا۔ یہ عظیم کتاب لوگوں کو امن وسلامتی کی راہ دکھاتی اور بحر ظلمات سے نکال کر نور ہدایت اور صراط مستقیم پر گامزن کرتی ہے۔اس کتاب کی شرح وتوضیح کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر ڈالی ہے۔ لہذا ارشاد ربانی ہے۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیهم۔۔۱۹

اور ہم نے آپ ﷺ پر اس لئے قرآن نازل کیا تاکہ آپ ﷺ لوگوں کے لئے اس کو واضح کردیں۔

رسول اللہ ﷺ نے قرآن کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے اپنی مرضی سے کام نہیں لیا۔اور اس بارے میں قرآن کہتا ہے۔

و ما ینطق عن الهوی ان هو الا وحی یوحی۔۲۰

وہ(ہمارا رسول ﷺ)اپنی مرضی سے نہیں بولتا وہ تو صرف وحی ہے جو آپ ﷺ کی طرف کی جاتی ہے۔

احادیث نبویہ کی پیروی دراصل اطاعت الٰہی ہی تو ہے کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما اتکم الرسول فخذوه ومانهکم عنہ فانتهوا۔۲۱۔

اور (ہمارا رسول ﷺ)جو کچھ تمہیں دے وہ لے لو اور جس بات سے روکے اس سے رک جاؤ۔

رسول اللہ کی احادیث پر عین شریعت اسلامیہ ہے اور آپ ﷺ کی اطاعت سے روگردانی صرف اور صرف ہلاکت وتباہی ہے اس بارے میں قرآن کہتا ہے۔

فلیحذرالذین یخالفون عن امره ان تصیبهم فتنة او یصیبهم عذاب الیم۔۲۲

جو لوگ آپ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرتے رہنا چاہیئے مبادا وہ فتنہ کی لپیٹ میں آجائیں یا دردناک عذاب میں مبتلا ہو جائیں۔

آپ ﷺ کے اقوال وارشادات کی وضاحت اور تعلیم علم وحکمت کے بارے میں قرآن کہتا ہے۔

لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم یتلوا علیهم ایتہ و یزکیهم و یعلمهم الکتب و الحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔۲۳

البتہ تحقیق احسان کیا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب کہ بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ تلاوت کرتا ہے ان پر اس کی آیتیں اور پاک کرتا ہے ان کو اور تعلیم دیتا ہے ان کو کتاب و حکمت کی اور اس سے پہلے وہ گمراہی میں تھے۔

ا۔ قرآنی نصوص کی رو سے رسول خدا ﷺ قرآن کے معلم و شارح و مبین ہیں۔

۲۔ آپ ﷺ نے جس طرح متن قرآن کی تبلیغ اسی طرح اس کی شرح و تبیین بھی فرمائی۔

۳۔ آپ ﷺ کی تشریحات و بیان قرآن کا، قرآن کے ساتھ باقی رہنا ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما کان لمؤمن ولا مؤمنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امر ان یکون لھم الخیرۃمن امرھم ط ومن یعص اللہ ورسولہ فقدضل ضللا مبینا۔۲۴

اور کام نہیں کسی ایمان و والے مرد کا اور نہ ایمان والی عورت کا جبکہ فیصلہ کر دیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملہ کا یہ کہ ان کو ہے اختیار اپنے اس معاملہ میں (یعنی اللہ و رسول ﷺ کے حکم کے بعد ایمان والوں کا کام صرف تسلیم و اطاعت ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔

اہمیت احادیث مبارکہ بمطابق ارشادات رحمۃ اللعالمین ﷺ:

مولانا محمد منظور نعمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں: ''سوال یہ ہے کہ ازواج مطہرات کے گھروں میں قرآن کی آیتوں کے علاوہ دوسری کیا چیز پڑھی جاتی تھی اور آپ ﷺ ان کو قرآن کے علاوہ کیا سناتے تھے۔ اس سوال کا صرف یہی ایک جواب ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کی حدیث اور آپ ﷺ کی سنت تھی۔ ۲۵

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر فرمادیا تھا

ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بہما، کتاب اللہ و سنۃ نبیہ

)میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو تھامے رہو گے، ہر گز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ ۲۶

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی بجز اس شخص کے جو انکار کرے گا۔ صحابہ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے جو انکار کرے گا (یعنی اس سے کیا مراد ہے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرنی کی تو درحقیقت اس نے (جنت میں داخل ہونے سے) انکار کر دیا۔ ۲۷

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے قراء تم استقامت اختیار کرو تو سبقت حاصل کر جاؤ گے۔ اگر تم (قرآن و سنت کے علاوہ) دائیں بائیں راستے کو اختیار کیا تو یقینا انتہائی گمراہی ہو جاؤ گے۔ ۲۹

احادیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آپ ﷺ کی احادیث و سنت شریعت میں مستقل حجت ہیں۔ ان کو ماننا اور اس کو واجب التسلیم جان کر اس پر عمل کرنا جزء ایمان ہے اور اس سے اعراض کرنا یا اس کی حجت سے انکار کرنا یا اس کو رد جاننا کفر و نفاق اور سراسر گمراہی ہے۔

طلب حدیث کے لئے صحابہ کی رحلت

طلب علم الحدیث کے لئے سفر کرنے کا طریقہ سب سے پہلے خود صحابہ کرام نے شروع کیا۔ صحابہ کرام نے خود کئی مواقع پر طویل سفر اختیار

فرمائے جن کا مقصد یہ تھا کہ حدیث کے بارے میں جو معلومات کسی اور صحابی کے پاس ہیں ان کو حاصل کیا جائے۔ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں: ''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں،ان کو اطلاع ملی کہ رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ شام میں مقیم ہیں جن کا نام عبداللہ بن انیس ہے۔ان کے پاس کوئی ایسی حدیث ہے جو جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے نہیں سنی۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سفر کے مصارف اور زادراہ کا انتظام کیا،اونٹ خریدا اور ایک مہینے کا سفر کر کے شام پہنچے۔دمشق گئے عبداللہ بن انیس نے کہا جا کر نام معلوم کرو۔انہوں نے کہا کہ جابر۔عبداللہ بن انیس نے ملازم سے مزید وضاحت کروائی کہ کون جابر؟ باہر سے جواب لایا گیا کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ۔یہ نام سنتے ہی عبداللہ بن انیس تڑپ اٹھے۔اندر سے دوڑتے ہوئے نکلے،حضرت جابر کو گلے لگایا،پیشانی پر بوسہ دیا اور پوچھا کہ کیسے تشریف لائے؟انہوں نے کہا،بس اتنا معلوم کرنا تھا کہ فلاں حدیث کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ وہ آپ کے پاس ہے۔اس کے الفاظ کیا ہیں اور آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کن الفاظ میں اس حدیث کو سنا تھا؟انہوں نے دہرایا کہ ان الفاظ میں سنا تھا۔انہوں نے کہا الحمدللہ،صرف اس غرض کے لئے آیا تھا اس کے علاوہ اور کوئی غرض نہیں ہے۔اونٹ کی باگ موڑ دی اور واپس مدینہ منورہ کی طرف چل پڑے۔

ایک صحابی جن کا نام عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ ہے۔ان کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے قبیلہ بنی عبد مناف سے تھا۔ان کو پتہ چلا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی حدیث ہے جو ان تک نہیں پہنچی۔یہ مدینہ منورہ سے چلے،کوفہ پہنچے،حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ان سے حدیث سنی،سیکھی،یاد کی،نوٹ کر لی اور واپس چلے گئے۔۲۹

صحابہ کرام کی حدیث سے محبت بے پناہ تھی وہ اس کے لئے اپنی زندگیاں قربان کرنے کو ہمہ وقت تیار رہتے اسی ضمن میں امام مالک نے موطا میں ایک روایت کچھ اس طرح سے بیان کی ہے۔حضرت ابو موسیٰ اشعری کا دلچسپ واقعہ ہے جس کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ ابو موسیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دروازے کے باہر سے تین مرتبہ سلام کیا،جب تیسری مرتبہ جواب نہ دیا تو واپس لوٹ آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجا اور ان کو واپس بلالیا اور یہ فرمایا کہ کیوں واپس لوٹ گئے تھے؟ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں حضور ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:اذا سلم احدکم ثلاثا فلم یجب فلیرجع،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر شہادت پیش کرو ورنہ تمہارے ساتھ میں کچھ کروں گا،پس ابو موسی رضی اللہ عنہ ہمارے پاس (انصار کا ایک مجمع تھا) آئے،ان کے چہرے کا رنگ متغیر تھا،ہم نے کہا کہ کیا حال ہے؟ہمارے سامنے پورا واقعہ سنایا

اور دریافت کیا کہ کیا آپ لوگوں میں سے کسی نے یہ حدیث سنی ہے؟ہم نے کہا کہ ہم سب نے سنی ہے،پس لوگوں نے اس مجمع میں سے ایک صاحب کو بھیجا تو انہوں نے جا کر حدیث سنائی۔۳۰

عہد صحابہ کے بعد جب تابعین کا زمانہ آیا تو آپؒ لوگوں نے ایک ایک روایت اور آپ ﷺ کی ایک ایک سنت مبارکہ کو سیکھنے کے لئے طویل سفر اختیار فرمائے۔امام شعبی جن کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی آپ امام ابو حنیفہ کے اساتذہ میں سے ہیں ان کا یہ کہنا تھا کہ اگر کوئی

شخص شام کے انتہائی علاقہ سے سفر کرے اور یمن کے انتہائی جنوبی علاقہ تک جائے اور کسی حدیث کا ایک لفظ یاد کر کے واپس آ جائے، فحفظ کلمۃ، کوئی ایک کلمہ سن کر آ جائے جو مستقبل میں اس کے لئے مفید اور کار آمد ہو تو میرا یہ خیال ہے کہ اس کا سفر ضائع نہیں ہوا۔ یہ سفر کامیاب اور کامران و مفید ہے۔ ۳۱

ایسی روایات حدیث بھی نظر آتی ہیں جن میں دو صحابی رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔ عموماً ایک صحابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کر کے تابعین کو بتاتے ہیں۔ لیکن ایسی حدیثیں بھی ہیں کہ ایک صحابی نے دوسرے صحابی سے حدیث روایت کی ہے اور یہ حدیث اس کی مثال ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو براہ راست ان تابعی کی زبان سے سننے کے لئے جنہوں نے حضرت معاویہ کی زبان مبارک سے سنا تھا انہوں نے بغداد سے خراسان کا سفر اختیار کیا اور خراسان جا کر اس حدیث کا ایک واسطہ کم ہو گیا اور یہ حدیث انہوں نے اختیار کی۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی لکھتے ہیں روایات کے الفاظ کے تحقق اور تیقن کے لئے محدثین نے تین بڑے شہروں کا سفر اختیار کیا، اس میں کتنا وقت لگا ہو گا، کتنے پیسے لگے ہوں گے، کتنے وسائل کرچ ہوئے ہوں گے، اس کا ہم صرف اندازہ ہی کر سکتے ہیں، یقین سے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ افسوس کہ کسی محدث نے اپنا حساب کتاب لکھ کے نہیں چھوڑا۔ ورنہ ہمیں شاید یہ بھی پتا چلتا کہ راستے میں کتنا خرچ ہوا، کتنی منزلیں آئیں اور کہاں کہاں ٹھہرے۔ وہ اس کام کو صرف اللہ کے لئے کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں شاید اپنا حساب نہیں لکھا۔ ۳۲

برصغیر پاک و ہند میں علم حدیث کی ابتدا اور معروف علمائے حدیث کا تعارف:

برصغیر پاک و ہند کا یہ خطہ اس لحاظ سے خوش بخت ہے کہ علم دین کی خدمت کرنے والے، علم دین کے شجرہ طیبہ کی آبیاری کرنے والے، اس کو ثمرات لذیذہ سے مزین کرنے والے بہت سے عظیم اشخاص اس خطہ کے خمیر سے اٹھے۔ یہاں پر علم و دین کا لافانی چراغ جلا کر اس خطہ میں آسودہ خاک ہو گئے۔ برصغیر میں علم حدیث کی ابتداء پہلی صدی ہجری کے آخری عشرہ میں ہوئی۔ برصغیر کے علماء کی علمی خدمات اس قدر ہیں کہ علمائے عالم اس کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے ہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو فتوحات ہوئیں ان کی وجہ سے اسلامی سرحدیں وسیع ہو گئیں۔ چنانچہ آپ کے دور میں شمال میں افریقہ تک، جنوب میں کرمان تک، مشرق میں آرمینیہ تک اور مغرب میں عدن تک پھیل گئیں۔ حضرت عثمان کے عہد تک یہ سلسلہ مکران تک پہنچ گیا تھا۔ حضرت علی کی شہادت کے بعد اموی دور آیا اور ولید بن عبد الملک فرمانروا ہوا اور حجاج بن یوسف کوفہ کا گورنر بنا۔ حجاج کے بھتیجے محمد بن قاسم نے ۱۷ سال کی عمر میں سندھ کو فتح کیا۔ اس طرح برصغیر میں پہلی صدی ہجری کے اواخر ۹۳ھ اور ۷۰۵ء میں سندھ کے راستے سے داخل ہوا۔ اسی وجہ سے سندھ کو "باب الاسلام" بھی کہا جاتا ہے۔ فتح سندھ کے بعد اہل عرب کثرت سے سندھ آنے لگے۔ اہل عرب کی اس آمد و رفت کے نتیجہ میں اہل سندھ میں علوم دینیہ کے حصول کا جذبہ پیدا ہوا اور حصول علم کی خاطر ان افراد نے بصرہ، کوفہ، بغداد اور حجاز کے سفر کئے۔ اور پھر اپنے اس علم کے چراغ کو مختلف مجالس اور مدارس کے ذریعے روشن و تابندہ کیا اور دیکھتے دیکھتے ان کی

یہ خدمات پورے برصغیر میں پھیل گئیں۔

علم الحدیث کے ادوار:

برصغیر میں علم حدیث کی خدمات کو سات مختلف ادوار میں شمار کیا جاسکتا ہے۔ پہلا دور دوسری اور تیسری صدی ہجری، آٹھویں صدی اور نویں صدی پر مشتمل ہے۔ اس دور میں علم حدیث کا چراغ برصغیر میں صرف سندھ میں نظر آتا ہے

دوسرا دور چوتھی صدی ہجری سے دسویں اور بارھویں صدی عیسوی کے آخر تک ہے اس دور میں لاہور میں بھی درس وتدریس کا آغاز ہوا۔ دسویں صدی ہجری اور پندرہویں، سولہویں صدی عیسوی میں بکثرت تصانیف اہل برصغیر سے منسوب نظر آتی ہیں پانچویں دور میں شیخ مجدد الف ثانی احمد سرہندی نے تجدید واحیاء دین کا کام کیا اور ان کے اس تجدید دین کے کام سے علوم نبویہ کی اشاعت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ چھٹے دور کی ابتداء شاہ ولی اللہ سے ہوتی ہے جنہوں نے خدمات حدیث کو سند کی لڑی میں پرو دیا۔ آج بھی برصغیر میں علم حدیث شاہ ولی اللہ ہی کی سند سے زندہ ہے۔ ساتویں صدی میں دار العلوم دیوبند کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس دور میں برصغیر اہل خدمات حدیث میں نہ صرف خود کفیل ہو گیا۔ بلکہ اطراف عالم سے لوگ علم حدیث کے حصول کے لئے یہاں آنے لگے۔

باب الاسلام (سندھ) میں ابتدائی دور کے محدثین کے نام:

فضل ابن مہلب ابن ابی صفرۃ: ابن حجر نے آپ کو نعمان بن بشیر کا شاگرد قرار دیا ہے اور آپ ثقات میں سے ہیں۔

ابو عبد اللہ مکحول: آپ سندھ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بنو قیس کی ایک خاتون کے غلام تھے۔ علم حدیث وفقہ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ آپ نے انس بن مالک اور واثلہ بن اسقع جیسے روایان حدیث سے سماع کیا۔ امام اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ امام زہری جن چار حضرات کو اس دور میں علماء میں شمار کرتے تھے۔ آپ ان میں سے ایک تھے۔ آپ کا انتقال دمشق میں ہوا۔

محمد بن ابراہیم بیلمانی: آپ کا تعلق بیلمان سے تھا۔ آپ تبع تابعین میں سے ہیں۔ ثقیان ثوری، ابن عینیہ، یحییٰ بن سعید القطان جیسے کبار محدثین آپ کے تلامذہ ہیں۔ ابو حاتم نے آپ کو ثقہ قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے آپ کی ایک حدیث چار مقامات پر تخریج کی ہے۔

شاہ عبد العزیز:

آپ نے کم و بیش پینسٹھ ستر سال تک ہندوستان میں درس حدیث کا کام کیا۔ آپ نے موطا امام مالک اور حدیث کی بعض دوسری کتابوں کا درس دیا اور آپ نے علم حدیث پر دو بڑی کتابیں لکھیں۔ ان کی ایک کتاب کا نام بستان المحدثین ہے۔ یہ کتاب اگرچہ فارسی میں ہے اور اس میں محدثین کی خدمات اور تذکرہ موجود ہے۔ اور ہندوستان میں تذکرہ محدثین پر لکھی جانے والی یہ پہلی کتاب ہے۔ ان کی ایک کتاب کا نام عجالہ نافعہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ مکمل شرح کے ساتھ موجود ہے۔ اس میں آپ نے اصول حدیث اور علوم حدیث پر اختصار کے ساتھ ایک درسی کتب تالیف کی جو بہت سے مدارس میں طویل عرصہ تک پڑھائی جاتی رہی۔ ڈاکٹر محمود غازی کے مطابق یہ بات بلکل درست ہے کہ برصغیر میں جتنی بھی روایات علم حدیث

موجود ہیں وہ سب بالواسطہ اور بلاواسطہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور ان کے واسطے سے شاہ ولی اللہ تک پہنچتی ہیں۔

مولانا انور شاہ کشمیری:

آپ مولانا خلیل احمد سہارنپوی کے شاگرد ہیں اور آپ نے علمائے دیوبند سے کسب فیض کیا۔ آپ کے بارے میں کتابوں میں درج ہے کہ علماء دیوبند میں ان سے بڑا محدث پیدا نہیں ہوا۔ علماء دیوبند میں جو حدیث کی روایت ہے اس کے سب سے بڑے ترجمان اور سب سے بڑے نمائندہ علامہ سید انور شاہ صاحب کشمیری ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی ایک بہت بڑی تعداد برصغیر میں پھیلی ہوئی ہے۔ برصغیر میں بیسویں صدی کے نصف اول تک جتنے بھی علماء حدیث مسلک دیوبند سے وابستہ ہیں وہ سب کے سب مولانا انور شاہ کشمیری کے شاگرد ہیں۔ ان سب حضرات نے مل کر علم حدیث کے ہر موضوع پر کام کیا ہے۔ علم حدیث کی ہر کتاب کی شرح لکھی ہے۔ مولانا انور شاہ کشمیری کی اپنی یادداشتیں فیض الباری کے نام سے قاہرہ میں شائع ہوئی ہیں جو ان کے شاگرد مولانا عابد عالم نے مرتب کی ہیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان کو بھی یہ فضیلت حاصل ہے کہ مدینہ منورہ کے بعد اسلام کے نام پر معرض وجود میں آنے والی دوسری ریاست ہے۔ اور اس کے بننے کے بعد علم دین پر جتنا کام اس ریاست میں ہوا شاید ہی برصغیر میں کسی اور ریاست میں ہوا ہو تمام علوم اسلامیہ میں دینی و علمی خدمات کا سلسلہ کافی طویل ہے۔ اور پاکستان میں علم حدیث کی خدمات میں ایک نام حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی کا بھی آتا ہے ان کی تصانیف کردہ بخاری شریف کی شرح، کتاب حجیت حدیث اور دیگر تصانیف کردہ کتب آج بھی پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔

حوالہ جات:

۱: محمود احمد غازی، ڈاکٹر: ''محاضرات حدیث'' ص ۶۵، لاہور، ادارہ معارف اسلامی، ۲۰۱۲
۲: القاری، بن سلطان محمد''، برکات المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح'' ص ۶۰۷، مکہ مکرمہ، دار عالم الفوائد، ۲۰۱۵۔
۳: سورۃ سبا ۱۹: ۳۴۔
۴: سورۃ الطور: ۳۴: ۵۲
۵: سورۃ الطور ۳۱: ۵۲۔
۶: سورۃ التحریم ۳: ۶۶۔
۷: سورۃ الاعراف: ۱۸۵: ۷
۸: سورۃ النازعات: ۱۵: ۷۹۔
۹: القشیری، مسلم بن الحجاج: جامع صحیح مسلم''، حدیث ۱۰۱۷۔
۱۰: سورۃ الاحزاب: ۳۸: ۳۳۔
۱۱: سلیمان بن اشعث، ''سنن ابی داؤد'' حدیث: ۴۶۰۷۔
۱۲: صحیح مسلم، حدیث ۲۲۲۰۔
۱۳: محمود الطحان، ڈاکٹر ''تیسیر مصطلح الحدیث''، ص ۳۶۔

۱۴۔ حوالہ بالا، ص۳۸۔

۱۵: ابن ہجر عسقلانیِ: ''نخبۃ الفکر''، ص۲۹۔

۱۶: صبحی صالح، ڈاکٹر: ''علوم الحدیث و مصطلحہِ ''ص۱۵۔

۱۷: محمد بن عیسیٰ، ابو عیسیٰ الترمذی: ''جامع الترمذی''، حدیث نمبر: ۲۳۶۸۔

۱۸۔ امام بیہقی: ''سنن الکبریٰ''، ج۴، ص۱۳۹۔

۱۹۔ سورۃ النحل ۴۴: ۱۶۔

۲۰۔ سورۃ النجم ۵۳: ۳۔

۲۱۔ سورۃ الحشر: ۵۹ق۷۔

۲۲۔ سورۃ النور ۲۴: ۶۳۔

۲۳۔ سورۃ آل عمران: ۳: ۱۶۴۱۔

۲۴۔ سورۃ الاحزاب: ۳۳: ۳۶۔

۲۵۔ منظور نعمانیِ مولانا: ''معارف الحدیث'' لاہور، مکتبہ لدھیانوی۔

۲۶: امام مالک: ''الموطا'' کتاب القدر، حدیث نمبر: ۱۶۶۱۔

۲۷۔ صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۷۲۸۰۔

۲۹: حوالہ بالا: ''محاضرات حدیث''، ص۱۶۵۔

۳۰۔ موطا امام مالک، حدیث نمبر: ۱۴۱۳۔

۳۱۔ حوالہ بالہ، محاضرات حدیث، ص۲۰۵۔

۳۲۔ حوالہ بالہ، ص۲۰۸۔

References

1: Mahmud Ahmad Ghazi, Dr.: “Lectures on Hadith”, p. 65, Lahore, Islamic Educational Institute, 2012
2: Al-Qari, bin Sultan Muhammad; “Barakat al-Mufatih, Sharh Mishkat al-Masabih”, p. 607, Makkah, Dar al-Alam al-Fawaid, 2015.
3: Surah Saba 34:19.
4: Surah at-Tur: 52:34
5: Surah at-Tur: 52:31.
6: Surah at-Tahrim 66:3.
7: Surah al-A’raf: 7:185
8; Surah an-Nazi’at: 79:15.
9: Al-Qushayri, Muslim bin al-Hajjaj: Jami’ Sahih Muslim”, Hadith 1017.
10: Surah al-Ahzab: 33:38.
11: Sulayman bin Ashghath, “Sunan Abi Dawood”, Hadith: 4607.
12: Sahih Muslim, Hadith 2220.
13: Mahmoud al-Tahan, Dr., “Taysir Mustalah al-Hadith”, p. 36.
14. Ibid, p. 38.
15: Ibn Hajar al-Asqalani: “Nakhbat al-Fikr”, p. 29.

16: Subhi Salih, Dr., “Uloom al-Hadith wa Mustalah”, p. 15.
17: Muhammad ibn Isa, Abu Isa al-Tirmidhi: “Jami’ al-Tirmidhi”, Hadith number: 2368.
18. Imam Bayhaqi: “Sunan al-Kubra”, vol. 4, p. 139.
19. Surah an-Nahl 16:44.
20. Surah an-Najm 3:53.
21. Surah al-Hashr: 59;7.
22. Surah an-Nur 63:24.
23. Surah Al-Imran: 3:164.
24. Surah al-Ahzab: 36:33.
25. Manzoor Nomani-i-Mawla: “Ma’arif al-Hadith” Lahore, Maktaba Ludhiani.
26: Imam Malik: “Al-Muwatta”, Kitab al-Qadr, Hadith No.: 1661.
27. Sahih Bukhari, Hadith No.: 7280.
29: Ibid: “Lectures on Hadith”, p. 165.
30. Al-Muwatta by Imam Malik, Hadith No.: 1413.
31. Ibid, Lectures on Hadith, p. 205.
32. Ibid, p. 208.